فراق گورکھپوری کی عشقیہ شاعری کے اہم عناصر

Firaq Gorakhpuri enjoys great repute in the tradition of Urdu love poetry. For him love signifies many things in all its variety and meanings, and a vastness of perception. With all his worldliness he has not identified a single person as object of love. Therefore his poetry encompasses sex, praise for beauty adn the immortal values of nature. The article puts its emplasis on all the emphasis on all these aspects of Firaq's poetry.

فراق ایک ہوئے جاتے ہیں زماں و مکاں
تلاشِ دوست میں میں بھی کہاں نکل آیا

فراق گورکھپوری کی عشقیہ شاعری روایت سے نمو پا کر اپنی انفرادیت کا اظہار کرتی ہے۔ان کے ذہن میں عشق کا تصور بھی نہایت وسیع اور لامحدود تھا۔اردو کے کلاسیکی شعراء اور انگریزی ادب بالخصوص رومانی دور کے شعراء سے بے حد متاثر تھے۔ انھوں نے سنسکرت ادب کا گہرا مطالعہ کیا تھا۔ ہندی شاعری کی بدولت ہندوستانی تہذیب وتمدن سے فطری وابستگی اور دلچسپی تھی۔اسطرح انگریزی، اردو اور ہندی شعری روایت نے ان کی ادبی بصیرت کو نہ صرف وسعت دی بلکہ ایک معیار بھی بخشا۔ وہ خود

Scanned by CamScanner

لکھتے ہیں۔

''میں محض اپنے دل و دماغ کے بوتے پر عشقیہ شاعری کرنا کافی نہیں سمجھتا تھا' بلکہ کالیداس اور بھوبھوت' ہندی' بنگالی اور مغربی ادب' فارسی ادب اور اردو ادب کے بھی قیمتی کلچری عناصر کے سہارے عشقیہ شاعری کرنا چاہتا تھا۔ میرا عقیدہ رہا ہے کہ عشقیہ شاعری کرنے کے لیئے محض دل و دماغ کی ضرورت نہیں بلکہ ایسے دل و دماغ کی ضرورت ہے جسے کلچر نے رچایا اور سجایا ہو۔''

ان تمام روایات سے فیض یاب ہونے کے بعد ان کے ذہن میں عشق کا با معنی تصور ملتا ہے جسے وہ اپنی شاعری کے قالب میں ڈھالا۔ ان کے عشق کو ارضی دیکھنے کے باوجود کسی خاص فرد واحد یا شخصیت سے مختص نہیں کیا جا سکتا۔ ان کی شاعری میں محبوب کے حسن کا بیان مظاہر فطرت سے جڑ جاتا ہے۔ بقول حسن عسکری:

''جب وہ محبوب کے حسن کے متعلق سوچتے ہیں تو ساتھ ساتھ کائنات کا حسن بھی اس کے ہم دوش ہوتا ہے۔ یہ معاملہ محض تشبیہ اور استعارے کا نہیں بلکہ اس سے ماوراء بہت کچھ ہے۔''(۲)

نظم گو شعراء تو ایسا با آسانی کر سکتے ہیں لیکن غزل میں مظاہر فطرت کی پاکیزگی' لطافت' اور زیر و بم کو پیش کر کے غزل کو نئی معنویت عطا کی ہے'

یہ مہکی چاندنی یہ نرم لو ستاروں کی
ترے شباب کا آئینہ رات کا جوبن
نکلتے بجھتے دنوں کی آنچیں نگاہ میں
رسیلے ہونٹ فصل گل کی داستان لیے ہوئے

Scanned by CamScanner

تو دن کی طرح حسیں، رات کی طرح پُر کیف
جہاں بھی جائے بہ انداز مہرومہ جائے

جو تیرے گیسوئے پُرخم سے کھیل بھی نہ سکیں
ان انگلیوں سے ستاروں کو چھیڑ سکتا ہوں

شام بھی تھی دھواں دھواں حسن بھی تھا اداس اداس
دل کو کئی کہانیاں یاد سی آ کے رہ گئیں

وہ رات گوش بر آواز تھے جب انجم و مہ
تری نگاہ کہانی سی جیسے کہہ جائے

تصور میں تجھے ذوق ہم آغوشی نے بھینچا تھا
بہاریں کٹ گئی ہیں آج تک پہلو مہکتا ہے

میں آسمان محبت پہ رخصت شب ہوں
ترا خیال کوئی ڈوبتا ستارہ ہے

فراق نے اپنے کلام کے دیباچوں اور مکاتیب میں اپنی عشقیہ شاعری کے محرکات پر بار بار روشنی ڈالی ہے۔ ان کی غزلوں، نظموں، اور رباعیات میں مظاہر فطرت سے شدید انس و محبت کا اظہار ملتا ہے۔ اس جذباتی لگاؤ کا نتیجہ ہے کہ رات، پچھلا پہر، شفق، ستارے، دھنک، کلیاں، مہ و انجم کا تذکرہ محض تذکرہ نہیں بلکہ بصیرت بھرا تجربہ و مشاہدہ بن جاتا ہے۔ ورڈز ورتھ کی طرح فطرت کی رعنائیوں کو جذب کرنے اور پھر انھیں فطری اظہار کی شکل دینے کی صلاحیت رکھتے تھے۔

درحقیقت وہ جمال اور جمالیاتی کیفیات کا ایسا ادراک رکھتے تھے جو نہایت اعلیٰ وارفع اور وسیع تھی، انھوں نے اپنے کئی شعری مجموعوں کے دیباچوں میں اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ وہ حسین چیزوں کو محض حسین سمجھ کر نہیں دیکھتے بلکہ ان سے متعلق تمام

جزئیات کو اپنے تخیل میں اتار لیتے ہیں۔ ان کے نزدیک عشقیہ شاعری کے لیے کافی نہیں کہ کوئی انسان احساساتی سطح پر دوسروں سے زیادہ شدید، دبیز یا لطیف اور رنگین جنسی اور رومانی جذبات رکھتا ہو۔ نہ ہی محض خارجی اور داخلی مشاہدہ اسے عشقیہ شاعر بنا سکتا ہے۔ صحیح معنوں میں عشقیہ شاعر کو جن صفات کا حامل ہونا چاہیے، ان کی تفصیل وہ یوں بیان کرتے ہیں۔

"بڑ عظمت عشقیہ شاعری کے لیے یہ ضروری ہے کہ شاعر کی ذہنی، جمالیاتی یا وجدانی اور اخلاقی دلچسپیاں وسیع ہوں۔ اس کی شخصیت ایک وسیع زندگی اور وسیع کلچر کی حامل ہو۔ اس کا دل و دماغ بڑا ہو۔ اس کے شعور کی تھرتھراہٹوں میں آفاقیت ہو۔ (۱)

فراق کی شاعری میں حسن کی شمولیت اور شعوری و لاشعوری سطح پر تلاش حسن کے محرکات کو ذرا سمجھنے کی ضرورت ہے۔ ہر فرد اپنے مخصوص حالات کا پروردہ ضرور ہوتا ہے، چاہے اس کی تخلیقی صلاحیتیں اسے زماں و مکاں کی قید سے آزاد کرا دیں لیکن اس میں شک نہیں کہ ہر فرد کے کئی شعوری و لاشعوری اعمال و افعال کا دارومدار ان مخصوص حالات پر ہوتا ہے جن میں وہ تربیت و پرورش پاتا ہے۔ اس نفسیاتی نکتہ کی بنیاد پر فراق کی ذاتی زندگی کا تجزیہ کیا جائے تو چند تلخ حقائق سامنے آتے ہیں۔ انھوں نے خود بھی بار بار اپنی ناآسودہ نجی زندگی کا تذکرہ کیا ہے۔ وہ فطرتاً ایک حسن پرست انسان تھے۔ بچپن ہی سے انھیں حسین لوگ پسند تھے اور احساس حسن ان کے رگ و پے میں دوڑ رہا تھا۔ بچپن ہی سے حسن پرستی کے اس عنصر کو بیان کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:

"جب میں ایک سال کا ہوا تو میرا احساس و شعور عجیب رنگ سے بیدار ہوا۔ میرے گھر میں آنے جانے والوں کا سلسلہ لگا ہی رہتا تھا اور آنے والے حضرات میں اکثر مجھے گود میں لینا

پالتے تھے لیکن فطری طور پر میں کسی بدصورت کی گود میں نہیں

جا سکتا تھا۔(۲)

وہ حسن پرستی جو بچپن ہی سے ان کی شخصیت پر حاوی تھی وقت اور عمر کے ساتھ پختہ ہوتی گئی۔ ان کی زندگی کے ایک حادثے نے اس ردعمل کو اور بھی ممیز کر دیا۔ فراق اپنی شادی کو خانہ بربادی سے تعبیر کرتے تھے اور اسے اپنے لیے اور اپنے خاندان کے لیے منحوس کہتے تھے۔ ان کے خیال میں اس شادی کے بعد ان کے خاندان میں بیماریاں دوگنی ہوئیں۔ انھیں اپنی بیوی کی بدصورتی سے نفرت تھی اور یہ نفرت زہر بن کر ان کی زندگی میں سرایت کر گئی۔ اس شادی نے فراق کے اعصاب کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا اور وہ بے خوابی کے مرض میں مبتلا ہو گئے۔ اس شادی کو وہ دھوکہ قرار دیتے تھے۔ اس ضمن میں محقق نقوی کا بیان ہے کہ اس زمانے میں لڑکی کو شادی سے پہلے دیکھنے کا رواج نہ تھا۔ گھر کی نوکرانیاں کسی بہانے مناسب موقع پر جاکر لڑکی دیکھ آتی تھیں۔ اور ان کی وضاحت پر شادی کا انحصار ہوتا تھا۔ فراق کے گھر سے جو نوکرانی گئی تھی اس نے جا کر لڑکی کے حسن و جمال کی بڑی تعریف کی۔ بعد میں پتہ چلا کہ نوکرانی کو جو لڑکی دکھائی گئی تھی وہ ان کی خالہ زاد بہن تھی اس لیے فراق اپنی شادی کو دھوکے سے تعبیر کرتے تھے۔(۱)

فراق بچپن ہی سے بڑے جذباتی اور حساس تھے' اپنے اردگرد کی ہر شے سے انھیں تعلق اور انس تھا۔ پالتو پرندوں جانوروں اور محلے والوں سے خاص لگاؤ تھا' وہ اپنے ہم عمر بچوں سے زیادہ ذہین' تیز طرار اور ہوش مند تھے۔ انکی شخصیت میں متضاد رجحانات پائے جاتے تھے وہ ایک وقت سخت گیر تھے وہیں رحم دل بھی تھے۔ فراخ دل بھی اور محتاط بھی۔ اسطرح ان کی شخصیت بڑی انوکھی' دلچسپ اور حیرت انگیز تھی۔ وہ اپنی شاعری کو زندگی کی سب سے بڑی خوشی قرار دیتے تھے۔ لڑکپن میں انھیں اپنے والد صاحب کی نظموں اور

[illegible] کیا جو ایک مدت تک ان کے زیر مطالعہ رہا۔ ان کی شعر و شاعری
[illegible] تنہائی میں پروان چڑھتا رہا۔ تلخی ایام میں شاعری کو ہاتھ سے
[illegible]

> "[illegible] زندگی تمام تر تلخ ناخوشگوار اور کڑوی
> [illegible] نہیں ملا اور میری عشقیہ زندگی میں چند خو
> [illegible] حیثیت رہی ہے جو کہ بھری کالی رات میں کبھی
> کبھی [illegible] کے چمک جانے کی حیثیت ہوتی ہے۔ اس کے زیر اثر
> [illegible] نے مجھ سے ایسی عشقیہ شاعری کرائی جس میں غم
> [illegible] گیا ہو۔"

[illegible] محض ذاتی حالات یا ہنگامی حالات کا نتیجہ نہیں ہوتا اس کے لیے [illegible] ذاتی سطح سے اوپر اٹھ کر کائنات، فرد اور حالات کو سمجھے، محسوس کرے اور [illegible] بیان کے قالب میں ڈھالے۔ ذاتی دکھ سکھ فرد کو بے پناہ متاثر کرتے [illegible] انفرادی سطح پر اہمیت کے حامل بھی ہوتے ہیں لیکن بڑا ادب اسی وقت تخلیق [illegible] کائناتی صداقتوں کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے اور اجتماعی سطح پر انھیں بیان کرنے پر قادر ہوتا ہے۔ اب صرف عشقیہ شاعری کو ہی لیجیے اکیا محض ایک عاشق [illegible] عشق ہی اس کی بنیاد ہو سکتا ہے، کیا عشقیہ شاعری روزنامچہ یا ڈائری [illegible] عاشق اپنی [illegible] ہے۔ اردو ادب میں محبوب کے جور و ستم ہجر و وصال اور [illegible] کے قصے بہت ملتے ہیں لیکن گوشت پوست کا حقیقی محبوب بڑی دیر میں محبوب [illegible] غالب، مومن، ذوق، داغ، سب نے کئی روپ پیش کیے لیکن محبوب یا تو [illegible] باتیں کرتا، پڑوس کی لڑکی والا روپ ہمیں حسرت [illegible] حقیقی محبوب اردو شاعری کو دیا جسے انسانی سطح پر

Scanned by CamScanner

محسوس کیا جاسکتا ہے۔فراق ایسے ہی تصور کے قائل تھے اس کے باوجود کہ ان کے ہاں محبوب کا ایسا واضح تصور نہیں ملتا لیکن اس میں شک نہیں کہ وہ برابری کی سطح پر محبوب کو پیش کرتے ہیں اور اس کے حسن' اداؤں' جوانی اور دلربائی کی ستائش بھرپور طریقے سے کر پائے۔

گزرے ہوئے زمانے یوں یاد آرہے ہیں
منہ پھیر کر وہ جیسے کچھ مسکرا رہے ہیں

یہ حسن سادہ اتنا سادہ بھی کب ہے اے دل
ہائے کھوئے جا یونہی تو وہ پائے جا رہے ہیں

سو بہاروں کی اک بہار اے دوست
تیری رنگینی طبیعت ہے

مستیوں کی جان ہے تیرا بدن
اک خمارستان ہے تیرا بدن
کب فن کرتا رہا جس سے فراق
وہ نگارستان ہے تیرا بدن

مجھ کو فراق یاد ہے پیکر رنگ و بوئے دوست
پاؤں سے تا جبین ناز' مہر فشاں و مہ چکاں

لہرا لہرا سا اٹھتا ہے رہ رہ کر وہ پیکر ناز
دنیا دنیا ہے ہر ادا' عالم عالم ہے وہ بدن

فراق کی شاعری میں محبت کے گوناں گوں تجربات' عشق کی سیماب صفتی مظاہر کائنات کے ساتھ ساتھ جنسی عنصر بھی ملتا ہے۔لیکن انکے ہاں جنسی تجربے کا ارتفاع اور طہارت کا احساس ہے۔ وہ جنسی جذبات کو تہذیب حیات انسانی کے بلند ترین

Scanned by CamScanner

مقاصد میں سے سمجھتے تھے۔ یہ معاملہ غور طلب بھی ہے شاعری میں عشقیہ جذبات کا اظہار محض محبوب کی خوبصورتی کے بیان، وصل کی آرزو اور ہجر کے دکھڑے سے ہی عبارت نہیں بلکہ عشق کے اظہار کو اتنا ہمہ جہت ہونا چاہیے کہ بہت سے دیگر جذبات کی نمائندگی کر سکے۔ مثلاً انسانی عظمت، انسان دوستی وغیرہ دنیا کے کئی ادبی کلاسیک کا بنیادی موضوع رومانی محبت ہے۔ نظیری یا حافظ کی غزلیات ہوں یا کالیداس کی شکنتلا۔ ہر جگہ موضوع تو رومانی ہے لیکن لطیف رومانی و جنسی جذبات کے ساتھ آزادی، انقلاب، مساوات، تہذیب اور حیات نو کی بشارت بھی شامل ہے۔ فراق تصورِ فن میں عشق اور جنسیت کے قائل تھے ان کا یہ کہنا قابلِ غور ہے۔

> "نری جنسیت یا نرا عشق صحیح معنوں میں نہ جنسیت ہوتی ہے نہ عشق ہوتا ہے یہی بات شاعری کے لیے بھی کہوں گا۔ نری شاعری اور نرا شاعر صحیح معنی میں نہ شاعری ہوتی ہے نہ شاعر ہوتا ہے...... نرے عاشق کے عشق میں اگر وہ شاعر بھی ہے تو اس کی عشقیہ شاعری میں ایک تعفن پیدا ہو جانا ناگزیر ہے۔ آفاقی دلچسپیاں عشقیہ شاعری میں آفاقیت پیدا کرتی ہے...... تہذیب کے کارنامے جنسیت ہی کے کرشمے ہیں علیٰ ہذا القیاس تہذیب کے کارناموں سے دلچسپیاں جنسیت کے ارتقاء میں مدد دیتی ہیں۔" (1)

میں آج صرف محبت کے غم کروں گا یاد
یہ اور بات کہ تیری بھی یاد آ جائے

فریبِ عہدِ محبت کی سادگی کی قسم
وہ جھوٹ بول کہ سچ کو بھی پیار آ جائے

Scanned by CamScanner

ہر ایک صفت فراق اس کی
دیکھا ہے تو ذات ہو گئی ہے

تم مخاطب بھی قریب بھی ہو
تم کو دیکھیں کہ تم سے پیار کریں

کہاں ہر ایک سے بار نشاط اٹھ سکتا
بلائیں یہ بھی محبت کے سر گئی ہوں گی

اب بحر عشق تیر بھی جائیں مگر نہیں
ایسا کوئی کنارہ کہ ساحل کہیں جسے

ترا وصال بڑی چیز ہے مگر اے دوست
وصال کو مری دنیائے آرزو نہ بنا

وہ فسوں پھونکا کہ وحشی بھی مہذب ہو گئے
کر گیا کیا سحر، مانا عشق، بازیگر نہ تھا

اور عشق کی رہگزر کبھی پرانی بھی نہیں ہوتی۔

ہزار بار زمانہ ادھر سے گزرا ہے
نئی نئی سی ہے کچھ تیری رہگزر پھر بھی

اب اگر مجموعی طور پر فراق کی عشقیہ شاعری کے اہم عناصر کی تقسیم کی جائے تو صورتحال کچھ یوں ہوگی:

۱۔ فراق شعری تجربے کے بغیر نہیں سمجھتے، وہ اس میں ایک سچا اور گہرا جمالیاتی احساس چاہتے تھے اسی لیے اس کی عشقیہ شاعری میں وجدانی شعور و احساس ملتا ہے۔

۲۔ وہ مظاہر فطرت کو مظاہر انسانی کے ساتھ ملا کر پیش کرنے پر قادر تھے۔ فطرت سے گہری وابستگی، جمالیاتی احساس و ادراک نے ان کے شعری تجربے کو متنوع بنا دیا۔

Scanned by CamScanner

۳۔ ان کا خیال تھا کہ بڑا ادب اپنی کھال میں مست رہنے سے تخلیق نہیں ہوسکتا اس میں آفاقیت اور مقامیت کا سنگم ہوتا ہے۔ علیحدگی (separation) قوموں، تہذیبوں اور فنون کے لیے موت کا باعث بن جاتی ہے۔

۴۔ انھوں نے اپنی عشقیہ شاعری کو سطحیت، تلخی، خشکی اور چھوٹے پن سے بچانے کی کوشش کی اور اس میں زندگی کی اعلیٰ قدریں شامل کردیں۔ انھیں اس بات کا احساس تھا کہ جب احساسات و جذبات کی معصومیت اپنی انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو معمولی الفاظ بھی معجزہ بن جاتے ہیں پھر کسی شعوری کوشش کی ضرورت نہیں رہتی۔

۵۔ وہ عشق کو انفرادی زندگی کا اہم تجربہ تو مانتے تھے لیکن اس انفرادیت بھی اجتماعیت کے ضمیر سے بھی عشق کے وسیع تر معنوں کے قائل تھے۔ وہ اپنی عشقیہ شاعری میں حیات، کائنات اور تہذیب کو شامل کر دیتے ہیں۔

۶۔ ماضی کی شعری روایت سے استفادے کو ان کے شعری تجربے میں خاص اہمیت حاصل ہے۔ وہ عشقیہ شاعری میں نیچرل زبان کے استعمال پر خاص توجہ دیتے تھے۔ وہ اس بات پر خاص توجہ دیتے تھے کہ احساسات زبان کے سانچے میں ڈھلتے ڈھلتے اپنے مرکز سے دور نہ ہو جائیں۔ وہ زبان کے قائل نہیں بلکہ احساسات و جذبات کی زبان ان کی عشقیہ شاعری میں اہمیت رکھتی ہے۔

~~~~~~~~~~~~

حواشی و کتابیات

۱۔ فراق شاعری اور شخصیت، مرتبہ شمیم حنفی، بک ٹریڈرز لاہور ۱۹۸۳ء

۲۔ فراق گورکھپوری، سیدہ جعفر، ساہتیہ اکادمی دہلی، ۱۹۹۶ء

۳۔ جہانِ فراق، مرتبہ تاج سعید، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۹۱ء

Scanned by CamScanner
~~~~~~~~~~~~

۴۔ غزل تنقید، اسلوب احمد انصاری، یونیورسل بک ہاؤس علی گڑھ، ۲۰۰۳ء

۵۔ فراق صاحب، مشتاق نقوی، بزم اکبر نامہ، ۱۹۸۲ء

۶۔ ارتقاء، فراق نمبر، جنوری ۲۰۰۲

۷۔ فراق کی شاعری میں حسیاتی و جمالیاتی فضا، ڈاکٹر نجیب جمال مضمون،
مشمولہ ارتقاء، فراق نمبر، ۲۰۰۲ء

۸۔ فراق گورکھپوری، اسلوب احمد انصاری مضمون، مشمولہ گل نغمہ، مطبوعہ ادارہ انیس اردو
الہ آباد، بھارت، ۱۹۵۹ء

۹۔ کلام فراق کی کچھ جھلکیاں، پروفیسر محمد عسکری مضمون، مشمولہ گل نغمہ، مطبوعہ ادارہ انیس
اردو الہ آباد، بھارت، ۱۹۵۹ء

Scanned by CamScanner